عدالتی تحفظات اسلام کی نظر میں (۳)

تالیف و ترجمہ ۔ قاضی محمد رویس خان ایوبی ضلع مفتی میرپور آزاد کشمیر

ذیل میں بعض احادیث پیش کی جارہی ہیں۔ جن میں اسلامی نظام عدل کے صحیح نفاذ کیلئے رہنمائی فرمائی گئی ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو مسلمانوں کے درمیان فیصلہ کی ذمہ داری سونپی جائے۔ اسے چاہیے کہ وہ الفاظ و اشارات اور نشست و برخاست میں بھی انصاف سے کام لے۔ (۱) اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فریقین سے گفتگو ' سوالات ' استفسارات۔ طرز عمل' نشست برخاست غرضیکہ عدالت کے اندر ہر طرز عمل میں فریقین کے درمیان مکمل برابری کا حکم دیا۔ اور یہی وہ زریں دستور عدل و مساوات ہے جس سے اسلامی عدل کے تقاضے پورے ہو سکتے ہیں۔ اسلامی نظام عدل میں صاحب جلالت و منزلت اور کمتر لوگ ' امیر اور غریب ' سربراہ حکومت سے لیکر رعیت کے ادنی فرد تک سب برابر ہیں۔ اسلئے قاضی کو چاہئے کہ وہ بلالحاظ منصب سب کے ساتھ مساوی سلوک کرے۔

بالاختصار یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قاضی ر جج حضرات کیلئے ایسا لائحہ عمل متعین فرما دیا ہے۔ جسے اپنا کر حق اور باطل کے درمیان واضح فرق قائم کیا جاسکتا ہے۔ آپ نے کورٹ روم قاضیوں ر ججوں کی نشست برخاست ' ان کی نفسیاتی کیفیات' فریقین کے ساتھ ان کے طرز عمل' غرضیکہ ہر معاملہ میں رہنمائی فرمائی۔ اسلئے آپ نے متعدد احادیث میں حکم دیا کہ فریقین قاضی کے سامنے برابر بیٹھیں۔ قاضی فریقین میں سے کسی کو اپنے دائیں یا بائیں نہ بٹھائے۔ اور نہ ہی اسے یہ اجازت ہے کہ فریقین میں سے کسی کو تو بٹھادے اور کسی کو کھڑا کردے۔ اور نہ کسی ایک فریق کے ساتھ اس طرح کی گفتگو کرے۔ جس سے فریق ثانی قاضی کی جانب داری محسوس کرے۔ حتی کہ فریقین کے جوابات سننے کیلئے برابری کا اصول قائم رکھے۔ یعنی ایسا کرنا ناجائز ہے کہ کسی ایک فریق کی بات تو توجہ سے سنے۔ اور دوسرے کی سماعت کے وقت غفلت کا مظاہرہ کرے۔ (۲)

یہ تھے وہ اصول و ضوابط جن پر اسلام کے ابتدائی دور میں عدالتی نظام قائم کیا گیا۔ اور یہی طریق کار خلفائے راشدین (۳) نے بھی اپنایا۔ خلفاء راشدین خود عدالتیں لگاتے فیصلے فرماتے' دیگر حضرات کو تعینات فرماتے' چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو قاضی مقرر فرمایا اور حضرت ابوعبید کو بیت المال (۴) کا کسٹوڈین مقرر فرمایا حضرت سائب بن یزید کو سرسری سماعت کی ابتدائی عدالت کا جج مقرر فرمایا آپ ایک درھم تک مالیت کے مقدمات سن سکتے تھے۔ آپ کی غیر حاضری میں زید بن ثابت قائم مقام قاضی کے فرائض انجام دیتے۔ (۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ ' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مجلس شوری کے ممبر تھے۔ خلفاء راشدین نے دیگر مفتوحہ علاقوں میں بھی عدالتیں قائم کیں۔ چنانچہ حضرت شریحؒ کو کوفہ میں قاضی

مقرر کیا گیا۔ حضرت ابو موسی اشعری کو بصرہ میں تعینات کیا گیا' اور کعب بن یسار کو مصر میں قاضی مقرر کیا گیا۔ (٦)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نظام قضاء کے سلسلہ میں ایک مراسلہ کے ذریعہ جو ھدایات جاری فرمائیں وہ عدالتی نظام میں بنیادی پتھر (Foundation Stone) کی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ خط آپ نے حضرت ابو موسی اشعری کو تحریر فرمایا اور اسکی نقول دوسرے صوبوں کو بھی ارسال کی گئیں۔

حضرت عمر نے تحریر فرمایا " اما بعد ۔ عدل و انصاف کا قیام اسلامی ریاست کے اولین فرائض میں سے ہے۔ جب تمہارے پاس کوئی مقدمہ آئے تو اسے سمجھنے کی کوشش کرو۔ ایسے فیصلے کا کوئی فائدہ نہیں جسکی تنفیذ (EMPLIMINTATION) نہ ہو۔

لوگوں کے درمیان مکمل مساوات قائم کرو۔ ان کے ساتھ سلوک' نشست و برخاست ' فیصلہ ' توجہ ' گفتگو ' غرضیکہ ہر معاملہ میں برابری ملحوظ رکھو' تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ صاحب حیثیت لوگ تم سے ظلم کروا دیں اور بے کس و بے بس تمہارے عدل سے محروم ہو جائیں۔ ہمیشہ مدعی سے گواہ طلب کرو۔ اور منکر سے حلف لو۔ اگر فریقین صلح کرنا چاہیں تو انہیں ایسا کرنے دو۔ ہاں مگر ایسی صلح ناجائز ہے' جس میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنا مقصود ہو۔ اگر کوئی شخص کسی غائب کے خلاف دعوی کرے تو اس کے لیے مدت مقرر کر دو (اجتہاد سے) اگر اس عرصہ میں آکر جوابدہی کرے تو ٹھیک اور اگر وہ ایسا نہ کر سکے' تو اسکے خلاف فیصلہ دے دو۔ یہ طریقہ تمہیں واضح سمت متعین کرنے میں مددگار ثابت ہوگا۔ اور غائب کیلئے کوئی عذر باقی نہ رہیگا۔

اگر تم محسوس کرو کہ تمہارا پہلا فیصلہ غلط ہے تو اس پر نظرثانی میں کبھی تردد نہ کرو۔ اور اپنی رائے بدل ڈالو حق کی طرف رجوع کرو' کیوں کہ حق ہی اصل ہے اسے کوئی شی زائل نہیں کر سکتی ۔

اور حق و انصاف کو اختیار کرنا اس سے بدرجہا بہتر ہے کہ تم غلط فیصلے پر محض انانیت کیلئے ڈٹے رہو۔

یاد رکھو کہ مسلمان ایک دوسرے کیلئے عادل ہیں۔ (یعنی ان کی گواہیاں بلا وجہ مسترد نہ کرو)

سوائے ان لوگوں کے جن کے جھوٹ کی شہرت ہو چکی ہو۔ یا کسی جرم کی حد میں اسے کوڑوں کی سزا دی گئی ہو۔ یا کسی پر قرابت داری کی وجہ سے شک کیا جاسکتا ہو۔ یاد رکھو کہ لوگوں کے خفیہ معاملات خدا کے سپرد ہیں (یعنی خواہ مخواہ کھوج مت لگاؤ) اور اللہ تعالی نے جرائم کی حدود میں پردہ پوشی کا حکم دیا ہے۔ الا یہ کہ گواہیاں دستیاب ہو جائیں اور مکمل ثبوت فراہم ہو (یعنی ایسی صورت میں معاف نہیں کیا جاسکتا) اگر تمہیں قرآن و سنت سے کسی معاملہ میں انصاف نہ مل سکے' تو سوچ سمجھ کر انتہائی احتیاط سے مقدمات کا فیصلہ اپنے اجتہاد سے کرو۔ نظائر کو دیکھو ' عرف و رواج کا بنظر غائر مطالعہ کرو' اور معاملات کو قیاس کے ذریعے حل کرو۔

اپنے اجتہاد کو پوری یکسوئی سے استعمال کرو۔ اور پھر جسے تم اقرب الی الحق سمجھو اسکے مطابق فیصلہ کر دو۔

خبردار غصہ ' غم ' اضطراب کے وقت فیصلہ مت کرو' لوگوں پر بلا وجہ رعب نہ جھاڑو۔ انہیں ایذا

مت • پرخ اور فریقین سے اجنبیت کا برتاؤ مت کرو۔ حق کے مطابق فیصلہ خدا کی رضا مندی کا سبب ہے۔ یہ موت کے بعد اچھی یادوں کا ذریعہ ہے۔ جو شخص خلوص نیت سے فیصلہ کرتا ہے' اللہ اسکی مدد اور راہ نمائی فرماتے ہیں۔ اور لوگوں کے انتقام سے بچاتے ہیں۔ اور جو شخص جعلی دبدبہ دکھاتا ہے۔ اللہ اسکو ذلیل کرتا ہے۔ خداوند قدوس کے ہاں صرف وہی لوگ باوقار ہیں جن کے دل صاف ہیں اور تمہارا کیا خیال ہے ان کے بارے میں جنکو خدا اپنے خزانے سے رزق عطا فرمائے۔ (۷)

والسلام

امام ابن قیم الجوزی فرماتے ہیں "یہ عظیم الشان مراسلہ عدالتی نظام' اسلامی نظام عدل میں شہادت کی اہمیت قاضیوں' مفتیوں' کے لئے ایک سنہری دستاویز ہے' جسے ہر دور میں علماء نے معتمد اور مستند قرار دیا۔ ضرورت ہے کہ اس میں غوروفکر کر کے اس کے مطابق قواعد منضبط کئے جائیں۔ (۸)

اس مراسلہ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ دور اول میں خلفاء راشدین کس انداز سے عدالتوں کی راہ نمائی فرماتے تھے اور کس طرح حکام کو ہدایات جاری فرماتے تھے' یہی صورت حال خلیفہ ثالث حضرت عثمان اور حضرت علی خلیفہ چہارم کے دور میں نظر آتی ہے۔ حضرت عثمانؓ مدینہ منورہ میں بنفس نفیس کار عدالت انجام دیتے' آپ کے دور میں مدینہ طیبہ میں کوئی قاضی متعین نہیں کیا گیا (۹) عدالتی امور میں حضرت طلحہ اور حضرت زبیر اور حضرت عبدالرحمن و علی رضوان اللہ علیہم اجمعین حضرت عثمانؓ کے مشیر تھے۔

حضرت علی نے جب افراتفری کے حالات میں اقتدار سنبھالا' تو وہ بھی ان حالات کے باوجود ادارۂ عدالت سے غافل نہیں رہے' بلکہ آپ نے تقریباً" ہر بڑے شہر میں عدالتیں قائم کیں اور ان میں قاضی مقرر کیے' اور انہیں مختلف اوقات میں ہدایات جاری فرماتے رہے۔ جن سے اس دور کے عدالتی نظام پر روشنی پڑتی ہے۔ آپ نے اس ضمن میں اشتر نخعی گورنر مصر کو جو خط تحریر کیا وہ بھی عدالتی نظام کیلئے بنیادی حیثیت رکھتا ہے آپ اپنے خط میں تحریر فرماتے ہیں' قاضیوں کی معقول تنخواہ مقرر کرو۔ سب سے بہترین آدمی کو اسکی قابلیت (میرٹ) کی بنیاد پر بھرتی کرو۔ کسی قسم کی اقرباء پروری دوست نوازی کا خیال مت کرو۔ کسی کی سفارش مت سنو' اور دیگر حکام کے ساتھ ساتھ قاضیوں کی بھی انسپکشن کیا کرو۔ (۱۰)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ خلفائے راشدین نے سرکاری ملازمین بشمول' حکام و جج صاحبان کیلئے بھرتی کا جو معیار مقرر کیا اور جو مراعات متعین کیں وہ حسب ذیل تھیں۔

۱۔ علم اور عمل میں سب سے بہتر شخص کو اس اسامی پر تعینات کرنا جسکے لئے افراد کو طلب کیا گیا ہو

۲۔ سرکاری ملازمین اور ججوں کو پر کشش تنخواہ اور دیگر مراعات دینا۔ تاکہ وہ لوگوں کی جیبوں پر نظر رکھنے کے بجائے سرکاری فائلوں پر نظر رکھیں۔ تاکہ وہ رشوت خوری سے بچیں۔

۳۔ خلیفہ ر صدر مملکت کا فرض ہے کہ وہ مختلف محکموں کی کارکردگی دیکھنے کیلئے سرکاری ملازمین اور ججوں کی نگرانی اور احتساب کیلئے ادارہ قائم کرے۔ جیسے موجودہ دور میں بعض ممالک میں انسپکشن ٹیمیں اور معائنہ ٹیمیں مختلف محکموں کی کارکردگی جانچنے کیلئے قائم کی گئی ہیں گویا یہ تصور سب سے پہلے اسلامی

خلافت نے مرحمت فرمایا جسے آج کے ترقی یافتہ دور نے چودہ سو سال بعد اپنایا۔

یوں اسلام کے ابتدائی دور کا سنہرا زمانہ ختم ہوا' اس دور میں انتظامیہ اور عدلیہ میں تفریق نہ ہو نے کے باوجود لوگ خود بخود عدل و انصاف کے تقاضے پورے کرتے تھے' اس دور کا مدعی محض مقدمہ بازی کی خاطر عدالت میں نہیں جاتا تھا بلکہ عدالت کی طرف رجوع کرنیکا مقصد محض حق اور ناحق کے درمیان تمیز قائم کرنا تھا۔ وہ حکم خداوندی کے سامنے سر تسلیم خم کرتے تھے۔ ان کے ہاں شریعت کا فیصلہ ان کے مادی فوائد اور اولاد اور اعزا و اقارب سے زیادہ محبوب تھا' وہ قانون خداوندی کے غلام تھے۔ اظہار حق کیلئے وہ کسی قسم کا خوف و خطر طمع یا حرص خاطر میں نہ لاتے۔

رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ

(جاری)

حوالہ جات

(۱) سنن دار قطنی ۴؍۵۰۵' سنن کبری بیہقی ۱۰؍۱۳۵ نصب الرایہ ۴؍۴۔ زیلعی فرماتے ہیں یہ حدیث بقیہ ابن ولید کی سند سے بھی روایت کی گئی ہے۔ نیز دیکھئے نیل الاوطار ۸؍۲۸۵۔ دار قطنی نے کہا کہ بقیہ ابن ولید کی سند میں ایک شخص جو چھٹے طبقہ میں ہے مجہول ہے۔ البانی نے ارواء الغلیل میں اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

(۲) ملاحظہ فرمایئے المبسوط للسرخسی ۱۶؍۶۷' بدائع الصنائع ۷؍۱۰' فتح المعین و اعانۃ الطالبین ۴؍۲۱۶۔

(۳) خلفائے راشدین نبی کریمؐ کے وہ عظیم جانشین جنکا نظام حکومت ٹھیک ٹھیک منہاج نبوت کے مطابق تھا اور وہ حسب ذیل ہیں ۔ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق عبداللہ بن ابی عامر قریشیؓ المتوفی ۱۳ ھج ۔ خلیفہ دوم حضرت عمر بن الخطاب العدوی ' شہادت ۲۳ ھج ۔ خلیفہ سوم حضرت عثمان ذوالنورین ' جنہیں ظلم و جبر سے ۳۵ ھج میں شہید کر دیا گیا۔ آپ کی شہادت کے بعد امت اسلامیہ میں انتشار و افتراق کی ایسی آگ بھڑک اٹھی جسکے شعلوں نے ملت کے جسد کو خاکستر کر دیا (انا للہ و انا الیہ راجعون)۔ چوتھے خلیفہ راشد حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا ۔ حضورؐ کے چچا زاد بھائی تھے نیز آپؐ کے داماد بھی تھے۔ حسنین کریمین کے والد محترم ۔ سبائی گروہ کے ملعون عبدالرحمان بن ملجم کے ہاتھوں ۴۰ ھج میں جام شہادت نوش فرمایا۔ تفصیل کیلئے دیکھئے طبقات ابن سعد ۳؍۱۹ ' ۵۳ '۱۲۹ '۲۶۵ ' ۲۱۷۔ الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ ۲؍۳۴۱ ' ۵۰۷ '۴۴۴ ' ۵۱۸۔

(۴) السنن الکبری ۱۰؍۸۷ ۔ اخبار القضاۃ ۱؍۱۰۴۔ (۵) حوالہ بالا (۶) حسن المحاضرۃ ۲؍۱۳۵ (۷) سنن دار قطنی ۴؍۲۰۶ ۔ الکامل للمبرد ۱؍۱۴۔۱۵۔ اخبار القضاۃ ۱؍۷۰۔ صبح الاعشیٰ قلقشندی ۱۰؍۱۹۳۔ معین الحکام للطرابلسی ۱۴۔ الاحکام السلطانیہ للماوردی ۷۱'۷۲ (۸) اعلام الموقعین ۱؍۸۶(۹) اخبار القضاۃ ۔ وکیع ۔ ۱؍۱۰۰ (۱۰) ملاحظہ کیجئے نہج البلاغۃ ' رضی استرابازی ۸؍۱۸